آیت نمبر (90 تا 98)

ل ح ی

(ض) لَحْيًا درخت چھیلنا۔

(افتعال) اِلْتِحَاءً داڑھی نکلنا۔ داڑھی چھوڑنا۔

لِحْيَةٌ داڑھی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94

ر ء س

(ک) رِئَاسَةً رئیس ہونا۔ سردار ہونا۔

(ف) رَأْسًا سر پر مارنا

رَاسٌ ج رُءُوْسٌ۔ سر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94۔

ن س ف

(ض) نَسْفًا اکھاڑنا پھینکنا۔ ہوا کا مٹی کو اکھاڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 97۔

ترجمہ

وَلَقَدْ قَالَ	لَهُمْ	هٰرُوْنُ	مِنْ قَبْلُ	يٰقَوْمِ	اِنَّمَا
اور بیشک کہہ چکے تھے	ان لوگوں سے	ہارونؑ	اس سے پہلے	اے میری قوم	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

فُتِنْتُمْ	بِهٖ ج	وَاِنَّ	رَبَّكُمُ	الرَّحْمٰنُ	فَاتَّبِعُوْنِيْ
تم لوگ بہکا دیئے گئے	اس (بچھڑے) سے	اور یقینا	تم لوگوں کا رب	رحمٰن ہے	پس تم لوگ پیروی کرو میری

وَاَطِيْعُوْٓا	اَمْرِيْ ۝٩٠	قَالُوْا	لَنْ نَّبْرَحَ	عَلَيْهِ	عٰكِفِيْنَ
اور اطاعت کرو	میرے حکم کی	ان لوگوں نے کہا	ہم ہرگز نہیں ہٹیں گے	اس پر سے	اعتکاف کرنے والے ہونے سے

حَتّٰى	يَرْجِعَ	اِلَيْنَا	مُوْسٰى ۝٩١	قَالَ	يٰهٰرُوْنُ	مَا	مَنَعَكَ
یہاں تک کہ	لوٹیں	ہماری طرف	موسٰیؑ	(موسٰیؑ نے) کہا	اے ہارونؑ	کس چیز نے	منع کیا تم کو

اِذْ	رَاَيْتَهُمْ	ضَلُّوْٓا ۝٩٢ لا	اَلَّا تَتَّبِعَنِ ط	اَفَعَصَيْتَ	اَمْرِيْ ۝٩٣
جب	تم نے دیکھا ان کو	گمراہ ہوتے	کہ تم میرے پیچھے نہ آئے	تو کیا تم نے نافرمانی کی	میرے حکم کی

قَالَ	يَبْنَؤُمَّ	لَا تَاْخُذْ	بِلِحْيَتِيْ	وَلَا بِرَاْسِيْ ج	اِنِّيْ	خَشِيْتُ	اَنْ
(ہارونؑ نے) کہا	اے میری ماں کے بیٹے	آپؐ نہ پکڑیں (مجھ کو)	میری داڑھی سے	اور نہ میرے سر سے	بیشک	مجھے ڈر ہوا	کہ

تَقُوْلَ	فَرَّقْتَ	بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	وَلَمْ تَرْقُبْ	قَوْلِيْ ۹۴
آپؑ کہیں گے	تم نے تفرقہ ڈالا	بنی اسرائیل کے درمیان	اور تم نے لحاظ نہیں کیا	میری بات کا

قَالَ	فَمَا خَطْبُكَ	يٰسَامِرِيُّ ۹۵	قَالَ	بَصُرْتُ	بِمَا	لَمْ يَبْصُرُوْا
(موسیٰؑ نے) کہا	تو تیرا کیا مدعا ہے	اے سامری	اس نے کہا	میں نے دیکھا	اس کو	ان لوگوں نے نہیں دیکھا

بِهٖ	فَقَبَضْتُ	قَبْضَةً	مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ	فَنَبَذْتُهَا	وَكَذٰلِكَ
جس کو	تو میں نے پکڑا	ایک مٹھی بھر	فرشتے کے نقش قدم سے	پھر میں نے پھینک دیا اس کو	اور اس طرح

سَوَّلَتْ	لِيْ	نَفْسِيْ ۹۶	قَالَ	فَاذْهَبْ	فَاِنَّ	لَكَ
خوشنما بنا کر پیش کیا	میرے لیے	میرے جی نے	(موسیٰؑ نے) کہا	پس تو جا (یعنی دفع ہو)	تو بیشک	تیرے لئے ہے

فِي الْحَيٰوةِ	اَنْ	تَقُوْلَ	لَا مِسَاسَ ص	وَاِنَّ	لَكَ	مَوْعِدًا
زندگی میں	کہ	تو کہے	موت چھوؤ	اور بیشک	تیرے لیے	ایک وعدے کا وقت ہے

لَّنْ تُخْلَفَهٗ ج	وَانْظُرْ	اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ	ظَلْتَ	عَلَيْهِ	عَاكِفًا ط
تجھ سے ہرگز خلاف نہیں کیا جائے گا اس کے	اور تو دیکھ	اپنے اس الٰہ کی طرف	تو ہوا	جس پر	اعتکاف کرنے والے

لَنُحَرِّقَنَّهٗ	ثُمَّ	لَنَنْسِفَنَّهٗ	فِي الْيَمِّ	نَسْفًا ۹۷	اِنَّمَآ
ہم لازم جلا کر بھسم کریں گے ان کو	پھر	ہم لازماً بکھیر دیں گے ان کو	پانی میں	جیسے بکھیر دینے کا حق ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے

اِلٰهُكُمُ	اللّٰهُ الَّذِيْ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ط	وَسِعَ	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا ۹۸
تم لوگوں کا آلہٰ	وہ اللہ اس کے سوائے	کوئی الٰہ نہیں	مگر	وہی	وہ کشادہ ہوا	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے

نوٹ:1 حُبِّ جاہ و ریاست میں سامری نے بچھڑے کا ڈھونگ رچایا تھا تاکہ لوگ اس کے ساتھ ہوں اور سردار مانیں۔ اس کو مناسب سزا ملی کہ پاس نہ پھٹکے۔ جو قریب جائے وہ خود دور رہنے کی ہدایت کرے۔ اور دنیا میں بالکل ایک ذلیل، اچھوت اور وحشی جانور کی طرح زندگی گزارے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت نمبر (99تا108)

ز ر ق

(س) زَرِقًا — آنکھوں کا نیلا اور بے نور رہنا۔ اندھا ہونا۔

(ن) اَزْرَقُ — ج زُرْقٌ۔ افعل الوان عیوب کے وزن پر صفت ہے۔ نیلی آنکھوں والا۔ اندھا۔ زیر مطالعہ آیت۔102

ق	و	ع

(ن) قَوْعًا پچھلی پاؤں لوٹنا۔

قَاعٌ ج قِيْعَةٌ۔ نرم اور ریتیلا میدان۔ زیر مطالعہ آیت 106 ﴿ اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۭ بِقِيۡعَةٍ ﴾ (24/النور:39)''ان کے اعمال ایک سراب کی مانند ہیں کسی ریتیلے میدان میں۔''

ء	م	ت

(ض) اَمْتًا اندازہ لگانا۔قصد کرنا۔

اَمْتٌ اونچا مقام۔زیر مطالعہ آیت۔107

ھ	م	س

(ض) هَمْسًا آہستہ آہستہ باتیں کرنا۔

هَمْسٌ ہلکی آواز۔آہٹ۔کھسر پھسر۔زیر مطالعہ آیت۔108

ترجمہ

كَذٰلِكَ	نَقُصُّ	عَلَيۡكَ	مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا	قَدۡ سَبَقَ ۚ	وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ
اس طرح	ہم سناتے ہیں	آپ کو	اس کی خبروں میں سے	پہلے گزرا ہے	اور ہم نے دی آپ کو

مِنۡ لَّدُنَّا	ذِكۡرًا ۖ ۝٩٩	مَنۡ اَعۡرَضَ	عَنۡهُ	فَاِنَّهٗ	يَحۡمِلُ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
اپنے خزانے میں سے	ایک نصیحت	جو اعراض کرے گا	اس سے	تو یقیناً وہ	اٹھائے گا	قیامت کے دن

وِزۡرًا ۙ ۝١٠٠	خٰلِدِيۡنَ	فِيۡهِ ؕ	وَسَآءَ	لَهُمۡ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	حِمۡلًا ۙ
ایک بوجھ	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس (بوجھ) میں	اور برا ہے	ان کے لیے	قیامت کے دن	(وہ) بوجھ

يَّوۡمَ	يُنۡفَخُ	فِى الصُّوۡرِ	وَنَحۡشُرُ	الۡمُجۡرِمِيۡنَ	يَوۡمَئِذٍ
جس دن	پھونکا جائے گا	صور میں	اور ہم اکٹھا کریں گے	جرم کرنے والوں کو	اس دن

زُرۡقًا ۖ ۝١٠٢	يَّتَخَافَتُوۡنَ	بَيۡنَهُمۡ	اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ	اِلَّا	عَشۡرًا ۝١٠٣
نیلی آنکھوں والا ہوتے ہوئے	وہ لوگ سرگوشی کہیں گے	آپس میں	تو لوگ نہیں ٹھہرے	مگر	دس (جماعتیں)

نَحۡنُ	اَعۡلَمُ	بِمَا	يَقُوۡلُوۡنَ	اِذۡ يَقُوۡلُ	اَمۡثَلُهُمۡ	طَرِيۡقَةً
ہم	زیادہ جاننے والے ہیں	اس کو جو	وہ لوگ کہیں گے	جب کہے گا	ان کا زیادہ افضل	بلحاظ طریقے کے

اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ	اِلَّا	يَوۡمًا ۝١٠٤ ع	وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ	عَنِ الۡجِبَالِ	فَقُلۡ
تم لوگ نہیں ٹھہرے	مگر	ایک دن	اور یہ پوچھتے ہیں آپ سے	پہاڑوں کے بارے میں	تو آپ کہہ دیجئے

يَنۡسِفُهَا	رَبِّىۡ	نَسۡفًا ۙ ۝١٠٥	فَيَذَرُهَا	قَاعًا	صَفۡصَفًا ۙ ۝١٠٦
اکھاڑ پھینکے گا ان کو	میرا رب	جیسا اکھاڑنے کا حق ہے	پھر وہ چھوڑ دے گا ان کو	ریتیلا میدان	ہموار

لَا تَرٰی	فِیۡهَا	عِوَجًا	وَّ لَاۤ اَمۡتًا ﴿۱۰۷﴾	یَوۡمَئِذٍ	یَّتَّبِعُوۡنَ	الدَّاعِیَ 1269
آپ نہیں دیکھیں گے	اس میں	کوئی ٹیڑھا پن	اور نہ کوئی اونچی جگہ	اس دن	وہ لوگ پیچھا کریں گے	پکارنے والے (فرشتے) کا

لَا عِوَجَ	لَهٗ ۚ	وَ خَشَعَتِ	الۡاَصۡوَاتُ	لِلرَّحۡمٰنِ	فَلَا تَسۡمَعُ	اِلَّا	هَمۡسًا ﴿۱۰۸﴾
کوئی ٹیڑھا پن نہ ہوگا	جس کے لیے	اور جھک جائیں گی	آوازیں	رحمان کے لیے	پھر آپ نہیں سنیں گے	مگر	کھسر پھسر

نوٹ:1 اردو محاورہ میں آنکھوں کا سرخ ہو جانا غصہ کی علامت ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اسی طرح عربی میں آنکھوں کا نیلا ہو جانا خوف اور دہشت کی علامت ہے اور آیت۔۱۰۲۔ زُرۡقًا اسی مفہوم میں آیا ہے کہ قیامت کی ہولنا کی دیکھ کر اس کی دہشت سے انکی آنکھیں نیلی ہو جائیں۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (109 تا 115)

ه ض م

(ض) هَضۡمًا کسی نرم چیز کو کچل کر توڑنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) کسی کے حق کو کم کرنا۔ (۲) نرم و ملائم ہونا۔

هَضۡمٌ اسم ذات بھی ہے۔ حق تلفی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۱۲۔

هَضِیۡمٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نرم۔ ملائم۔ ﴿ وَّ نَخۡلٍ طَلۡعُهَا هَضِیۡمٌ ﴿۱۴۸﴾ ۚ﴾ (26/الشعراء:148)
''اور کھجوریں جن کے خوشے ملائم ہوں گے۔''

ع ن و

(ن) عُنُوًّا ذلیل ہونا۔ جھک جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۱۱۔

ترجمہ

یَوۡمَئِذٍ	لَّا تَنۡفَعُ	الشَّفَاعَةُ	اِلَّا	مَنۡ	اَذِنَ	لَهُ	الرَّحۡمٰنُ
اُس دن	نفع نہیں دے گی	شفاعت	مگر	وہ	اجازت دی	جس کو	رحمٰن نے

وَ رَضِیَ	لَهٗ	قَوۡلًا ﴿۱۰۹﴾	یَعۡلَمُ	مَا	بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ	وَمَا
اور وہ راضی ہوا	جس کی	بات سے	وہ جانتا ہے	اس کو جو	ان لوگوں کے آگے ہے	اور اس کو جو

خَلۡفَهُمۡ	وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ	بِهٖ	عِلۡمًا ﴿۱۱۰﴾	وَ عَنَتِ
ان کے پیچھے ہے	اور وہ لوگ احاطہ نہیں کرتے	اس کا	بلحاظ علم	اور جھک جائیں گے

الۡوُجُوۡهُ	لِلۡحَیِّ	الۡقَیُّوۡمِ ؕ	وَقَدۡ خَابَ	مَنۡ	حَمَلَ	ظُلۡمًا ﴿۱۱۱﴾
تمام چہرے	حقیقی زندہ کے لیے	حقیقی نگراں و کفیل کے لیے	اور نامراد ہو چکا	وہ جس نے	اٹھایا	ظلم کو

وَمَنۡ	یَّعۡمَلۡ	مِنَ الصّٰلِحٰتِ	وَ	هُوَ	مُؤۡمِنٌ	فَلَا یَخٰفُ
اور وہ جس نے	عمل کئے	نیکیوں میں سے	اس حال میں کہ	وہ	مومن ہے	تو اسے خوف نہیں ہوگا

ظُلۡمًا	وَّلَا هَضۡمًا ﴿۱۱۲﴾	وَكَذٰلِكَ	اَنۡزَلۡنٰهُ	قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا 1269
کسی زیادتی کا	اور نہ کسی حق تلفی کا	اور اس طرح	ہم نے اتارا اس کو	عربی قرآن ہوتے ہوئے

وَّصَرَّفۡنَا	فِيۡهِ	مِنَ الۡوَعِيۡدِ	لَعَلَّهُمۡ	يَتَّقُوۡنَ	اَوۡ	يُحۡدِثُ
اور ہم نے بار بار بیان کیا	اس میں	وارننگ میں سے	شاید وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	یا	وہ وجود دے

لَهُمۡ	ذِكۡرًا ﴿۱۱۳﴾	فَتَعٰلَى	اللّٰهُ	الۡمَلِكُ	الۡحَقُّ ۚ	وَلَا تَعۡجَلۡ
ان کے لیے	کسی یاد کو	تو بلند ہوا	اللہ	جو حقیقی بادشاہ ہے	جو کل حق ہے	اور آپؐ جلدی نہ کریں

بِالۡقُرۡاٰنِ	مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ	يُّقۡضٰٓى	اِلَيۡكَ	وَحۡيُهٗ ۚ
قرآن کے بارے میں	اس سے پہلے کہ	پورا کیا جائے	آپؐ کی طرف	اس کا وحی کرنا

وَقُلۡ	رَّبِّ	زِدۡنِىۡ	عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾	وَلَقَدۡ عَهِدۡنَاۤ	اِلٰٓى اٰدَمَ
اور آپؐ کہیے	اے میرے رب	تو زیادہ کر مجھ کو	بلحاظ علم کے	اور بیشک ہم نے عہد لیا تھا	آدمؑ سے

مِنۡ قَبۡلُ	فَنَسِىَ	وَلَمۡ نَجِدۡ	لَهٗ	عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾ ع
اس سے پہلے	تو وہ بھول گئے	اور ہم نے نہیں پائی	ان میں	کوئی ثابت قدمی

نوٹ: 1

قیامت کے دن سفارش وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اسی کے حق میں کر سکے گا جس کے لیے بارگاہ الٰہی سے سفارش کرنے کی اجازت مل جائے۔ یہ دونوں باتیں قرآن مجید کے اور دوسرے مقامات پر کھول کر بتا دی گئی ہیں۔ پھر آیت۔ ۱۱۰ میں وجہ بتائی گئی ہے کہ شفاعت پر یہ پابندی کیوں ہے۔ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ کس کا ریکارڈ کیسا ہے اور اللہ کی عدالت میں کس سیرت و کردار اور کیسی کیسی ذمہ داریوں کے بوجھ لے کر آیا ہے۔ اس کے برعکس اللہ کو ہر ایک کے پچھلے کارناموں کا بھی علم ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اب اس کا موقف کیا ہے۔ نیک ہے تو کیسا نیک ہے اور مجرم ہے تو کس درجے کا مجرم ہے۔ قابل معافی ہے یا نہیں۔ پوری سزا کا مستحق ہے یا اس کے ساتھ رعایت بھی کی جا سکتی ہے ایسی حالت میں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ملائکہ، انبیاء، اور صلحاء کو سفارش کی کھلی چھٹی دے دی جائے اور ہر ایک جس کے حق میں سفارش چاہے کر دے۔ ایک معمولی افسر اپنے چھوٹے سے محکمہ میں اگر اپنے ہر دوست یا عزیز کی سفارش سننے لگے تو چار دن میں سارے محکمہ کا ستیاناس کر کے رکھ دے گا۔ پھر بھلا زمین و آسمان کے فرمانروا سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ اس کے ہاں غیر مشروط سفارشوں کا بازار گرم ہو۔ اللہ کے ہاں شفاعت کے دروازہ بند نہ ہو گا لیکن ہو مشروط ہو گی جس کا ذکر آیت۔ 109۔ میں ہے (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 123)

ب ل ی

(س) بَلِىَ کسی چیز کا پرانا اور بوسیدہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 120۔

ع ر ی

(س) عُرۡيَةً ننگا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 118۔

عَرَاءٌ کھلا میدان۔ ﴿ فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ ۚ﴾ (37/ الصّٰفّٰت: 145) ”تو ہم نے ڈال دیا انؑ کو کھلے میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔“

ترجمہ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	تو سب نے سجدہ کیا	سوائے

اِبْلِیْسَ ؕ	اَبٰی ﴿۱۱۶﴾	فَقُلْنَا	یٰٓاٰدَمُ	اِنَّ	هٰذَا	عَدُوٌّ	لَّكَ
ابلیس کے	اس نے انکار کیا	تو ہم نے کہا	اے آدمؑ	بیشک	یہ	دشمن ہے	آپؑ کا

وَلِزَوْجِكَ	فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا	مِنَ الْجَنَّةِ	فَتَشْقٰی ﴿۱۱۷﴾
اور آپؑ کی زوجہ کا	پس وہ ہرگز نہ نکالے آپؑ دونوں کو	اس باغ سے	پھر آپؑ تکلیف میں پڑیں گے

اِنَّ	لَكَ	اَلَّا تَجُوْعَ	فِیْهَا	وَلَا تَعْرٰی ﴿۱۱۸﴾ لا	وَاَنَّكَ
بیشک	آپؑ کے لئے ہے	کہ آپؑ بھوکے نہ ہوں گے	اس میں	اور نہ آپؑ ننگے ہوں گے	اور یہ کہ آپؑ

لَا تَظْمَؤُا	فِیْهَا	وَلَا تَضْحٰی ﴿۱۱۹﴾	فَوَسْوَسَ	اِلَیْهِ
پیاسے نہ ہوں گے	اس میں	اور نہ آپؑ کو دھوپ لگے گی	پھر برا خیال ڈالا	انؑ کی طرف

الشَّیْطٰنُ	قَالَ	یٰٓاٰدَمُ	هَلْ	اَدُلُّكَ	عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ
شیطان نے	اس نے کہا	اے آدمؑ	کیا	میں رہنمائی کروں آپؑ کی	ہمیشگی کے درخت تک

وَمُلْكٍ	لَّا یَبْلٰی ﴿۱۲۰﴾	فَاَكَلَا	مِنْهَا	فَبَدَتْ
اور ایسی بادشاہت تک جو	بوسیدہ نہ ہوگی	پھر کھایا ان دونوں نے	اس (درخت) سے	تو ظاہر ہوئیں

لَهُمَا	سَوْاٰتُهُمَا	وَطَفِقَا	یَخْصِفٰنِ	عَلَیْهِمَا
ان دونوں کے لیے	ان دونوں کی ستریں	اور وہ دونوں لگے	چپکانے	اپنے اوپر

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز	وَعَصٰٓی	اٰدَمُ	رَبَّهٗ	فَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾ صلے	ثُمَّ
باغ کے پتوں میں سے	اور کہنا نہ مانا	آدمؑ نے	اپنے رب کا	تو وہ بھٹک گئے	پھر

اجْتَبٰهُ	رَبُّهٗ	فَتَابَ عَلَیْهِ	وَهَدٰی ﴿۱۲۲﴾	قَالَ	اهْبِطَا
نوازا انؑ کو	انؑ کے رب نے	تو اس نے توجہ کی انؑ پر	اور اس نے ہدایت دی	(اللہ نے) کہا	تم دونوں اترو

مِنْهَا	جَمِیْعًۢا	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ	عَدُوٌّ ج	فَاِمَّا	یَاْتِیَنَّكُمْ	مِّنِّیْ
اس (باغ) سے	سب کے سب	تم لوگوں کا کوئی	کسی کے لیے	دشمن ہے	پھر اگر	پہنچے تم لوگوں کو	مجھ سے

هُدًی ۙ	فَمَنِ اتَّبَعَ	هُدَایَ	فَلَا یَضِلُّ	وَلَا یَشْقٰی ﴿۱۲۳﴾
کوئی ہدایت	پھر جس نے پیروی کی	میری ہدایت کی	تو وہ گمراہ نہیں ہوگا	اور نہ وہ نامراد ہوگا

آیت نمبر (124 تا 130)

ض ن ک

(ک) ضَنَاکَۃً (۱) کمزور رائے یا کمزور عقل والا ہونا۔(۲) تنگ ہونا۔

ضَنْکٌ کمزور تنگ۔ زیر مطالعہ آیت۔124۔

ترجمہ

وَمَنْ	اَعْرَضَ	عَنْ ذِكْرِيْ	فَاِنَّ	لَهٗ	مَعِيْشَةً ضَنْكًا
اور جس نے	اعراض کیا	میری یاد سے	تو بیشک	اس کے لیے ہے	ایک کمزور معیشت

وَّنَحْشُرُهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾	قَالَ	رَبِّ	لِمَ
اور ہم اٹھائیں گے اس کو	قیامت کے دن	اندھا	وہ کہے گا	اے میرے رب	کیوں

حَشَرْتَنِيْٓ	اَعْمٰى	وَ	قَدْ كُنْتُ	بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾	قَالَ	كَذٰلِكَ
تو نے اٹھایا مجھ کو	اندھا	حالانکہ	میں (ہمیشہ) رہا	دیکھنے والا	(اللہ تعالیٰ) کہے گا	اسی طرح ہے

اَتَتْكَ	اٰيٰتُنَا	فَنَسِيْتَهَا ۚ	وَكَذٰلِكَ	الْيَوْمَ	تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾
پہنچیں تیرے پاس	ہماری نشانیاں	پھر تو نے بھلا دیا ان کو	اور اسی طرح	آج	تجھ کو بھلا یا جائے گا

وَكَذٰلِكَ	نَجْزِيْ	مَنْ	اَسْرَفَ	وَلَمْ يُؤْمِنْۢ	بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ
اور اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	اس کو جس نے	حد سے تجاوز کیا	اور ایمان لایا ہی نہیں	اپنے رب کی نشانیوں پر

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ	اَشَدُّ	وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾	اَفَلَمْ يَهْدِ	لَهُمْ
اور یقیناً آخرت کا عذاب	سب سے شدید ہے	اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے	تو کیا سمجھایا نہیں	ان لوگوں کو (اس مشاہدہ نے کہ)

كَمْ اَهْلَكْنَا	قَبْلَهُمْ	مِّنَ الْقُرُوْنِ	يَمْشُوْنَ	فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ
کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	ان لوگوں سے پہلے	قوموں میں سے	یہ لوگ چلتے ہیں	جن کی رہنے کی جگہوں میں	بیشک	اس میں

لَاٰيٰتٍ	لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع	وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ رَّبِّكَ
یقیناً نشانیاں ہیں	ذہانت والوں کے لیے	اور اگر نہ ہوتا کہ	ایک فرمان	طے ہوا	آپ کے رب کی طرف سے

لَكَانَ	لِزَامًا	وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ ۭ	فَاصْبِرْ	عَلٰى مَا
تو ضرور ہوتا	چمٹنا (عذاب کا)	اور ایک معین مدت (اگر طے نہ ہوتی)	پس آپ صبر کریں	اس پر جو

يَقُوْلُوْنَ	وَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ	وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ
یہ لوگ کہتے ہیں	اور آپ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	سورج کے طوع ہونے سے پہلے	اور اس کے غروب ہونے سے پہلے

وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ	فَسَبِّحْ	وَاَطْرَافَ النَّهَارِ	لَعَلَّكَ	تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾
اور رات کے کچھ حصوں میں سے	پھر آپ تسبیح کریں	اور دن کے کناروں پر (بھی)	شاید کہ آپ	راضی ہوں

1269

نوٹ:1

حضرت سعید بن جبیرؒ نے مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا (کمزور معیشت یا تنگ معیشت) کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان سے قناعت کا وصف سلب کر لیا جائے گا اور حرصِ دنیا بڑھا دی جائے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے پاس کتنا ہی مال و دولت جمع ہو جائے، اس کو قلبی سکون نصیب نہیں ہوگا۔ مال بڑھانے کی فکر اور اس میں نقصان کا خطرہ اس کو ہمیشہ بے چین رکھے گا۔ اور یہ بات عام اہلِ تمول میں مشاہد و معروف ہے کہ ان کے پاس سامان راحت تو بہت جمع ہو جاتا ہے مگر جس کا نام راحت ہے وہ نصیب نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت 130۔ میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز اور رات کے اوقات میں عشاء اور تہجد کی نماز۔ رہے دن کے کنارے تو وہ تین ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک کنارہ صبح ہے، دوسرا کنارہ زوالِ آفتاب اور تیسرا کنارہ شام ہے۔ اس لیے دن کے کناروں سے مراد فجر ظہر اور مغرب کی نماز ہی ہو سکتی ہے۔ (تفہیم القرآن)۔ اس مقام پر اور قرآن کے دوسرے مقامات پر نماز کے اوقات کی طرف جو اشارے ہیں ان کی تشریح کے لیے حضرت جبریلؑ بھیجے گئے تھے جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی۔ (دیکھیں آیت۔17/ بنی اسرائیل:78 نوٹ۔1)

آیت نمبر (36 تا 43)

ز ھ ر

(س) زَهَرًا — حسین ہونا۔ بارونق ہونا۔

زَهۡرَةٌ — اسم ذات ہے۔ حُسن۔ رونق۔ زیر مطالعہ آیت۔131۔

ص ح ف

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

صَحِيۡفَةٌ — ج صُحُفٌ۔ پھیلی ہوئی چیز۔ لکھا ہوا کاغذ۔ ورق۔ زیر مطالعہ آیت۔133۔

صَحۡفَةٌ — ج صِحَافٌ۔ چوڑی پلیٹ۔ ﴿يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّ اَكۡوَابٍ﴾ ''گردش دی جائیں گی ان پر سونے کی رکابیاں اور آبخورے۔'' (43/ الزخرف:71)

ترجمہ

وَلَا تَمُدَّنَّ	عَيۡنَيۡكَ	اِلٰى مَا	مَتَّعۡنَا	بِهٖۤ
اور آپؐ ہرگز دراز مت کریں	اپنی دونوں آنکھوں کو	اس کی طرف	ہم نے برتنے کو دیا	جو

اَزۡوَاجًا	مِّنۡهُمۡ	زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ	لِنَفۡتِنَهُمۡ	فِيۡهِ ؕ
کچھ جوڑوں کو	ان میں سے	دنیوی زندگی کی رونق کے طور پر	تاکہ ہم آزمائیں ان کو	اس میں

وَرِزۡقُ رَبِّكَ	خَيۡرٌ	وَّ اَبۡقٰى ﴿۱۳۱﴾	وَاۡمُرۡ	اَهۡلَكَ
اور آپؐ کے رب کا (دیا ہوا) رزق	سب سے بہتر ہے	اور سدا بہار ہے	اور آپ حکم دیں	اپنے لوگوں کو

بِالصَّلٰوةِ	وَاصۡطَبِرۡ	عَلَيۡهَا ؕ	لَا نَسۡـَٔلُكَ	رِزۡقًا ؕ
نماز کا	اور آپؐ ثابت قدم رہیں	اس پر	ہم ہیں مانگتے آپؐ سے	کوئی روزی

نَحۡنُ	نَرۡزُقُكَ ؕ	وَالۡعَاقِبَةُ	لِلتَّقۡوٰی ۝۱۳۲	269 وَقَالُوۡا
ہم ہی	روزی دیتے ہیں آپ کو	اور (بھلا) انجام	پرہیزگاری کا ہے	اور ان لوگوں نے کہا

لَوۡلَا	يَاۡتِيۡنَا	بِاٰيَةٍ	مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	اَوَ	لَمۡ تَاۡتِهِمۡ
کیوں نہیں	وہ آتے ہمارے پاس	کسی نشانی کے ساتھ	اپنے رب (کی طرف) سے	تو کیا	پہنچی نہیں ان کے پاس

بَيِّنَةُ مَا	فِي الصُّحُفِ	الۡاُوۡلٰی ۝۱۳۳	وَلَوۡ اَنَّا	اَهۡلَكۡنٰهُمۡ
اس کی روشن (نشانی) جو	اگلے اوراق میں ہے	اور اگر	یہ کہ	ہم ہلاک کرتے ان کو

بِعَذَابٍ	مِّنۡ قَبۡلِهٖ	لَقَالُوۡا	رَبَّنَا	لَوۡلَا	اَرۡسَلۡتَ	اِلَيۡنَا
کسی عذاب سے	اس سے پہلے	تو وہ لوگ ضرور کہتے	اے ہمارے رب	کیوں نہیں	تو نے بھیجا	ہماری طرف

رَسُوۡلًا	فَنَتَّبِعَ	اٰيٰتِكَ	مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ	نَّذِلَّ	وَنَخۡزٰی ۝۱۳۴
کوئی رسول	نتیجتاً ہم پیروی کرتے	تیری نشانیوں کی	اس سے پہلے کہ	ہم ذلیل ہوتے	اور ہم رسوا ہوتے

قُلۡ	كُلٌّ	مُّتَرَبِّصٌ	فَتَرَبَّصُوۡا ۚ	فَسَتَعۡلَمُوۡنَ
آپ کہہ دیجئے	سب	انتظار کرنے والے ہیں	پس تم لوگ (بھی) انتظار کرو	پھر تم لوگ جان لوگے

مَنۡ	اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ	وَمَنِ	اهۡتَدٰی ۝۱۳۵ ع
کون	ہموار راستے والے ہیں	اور کس نے	ہدایت پائی

نوٹ:1 اَهۡلُ الرَّجُلِ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اس کے ہم نسب ہوں یا ہم دین ہوں یا کسی صنعت اور یا کسی مکان میں شریک ہوں۔ (مفردات القرآن۔مادہ ءھل)

آیت۔132 میں لفظ اھل صرف اہل بیت کے مفہوم میں نہیں ہے۔ یہ لفظ عربی میں وسیع معنوں میں آتا ہے مثلاً اہل کتاب اہل مقر یہ اہل حدیث وغیرہ۔لسان العرب میں ہے کہ اہل الرجل سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس شخص سے خاص تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ نبی کے اہل سے اس کے امتی مراد ہوتے ہیں۔اس طرح اس آیت میں بھی اہل سے وہ تمام لوگ مراد ہیں جو نبی ﷺ پر ایمان لائے تھے عام اس سے کہ وہ حضور ﷺ کے خاص متعلقین (یعنی رشتہ دار) ہوں یا دوسرے عام مسلمان ان سب کو نبی ﷺ کے اہل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (تدبر قرآن)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ الانبیاء (21)

آیت نمبر (1 تا 4)

ترکیب (آیت۔2) ذِكۡرٍ کی صفت ہونے کی وجہ مُّحۡدَثٍ حالت جر میں ہے۔ موصوف کے درمیان میں متعلق فعل مِنۡ رَّبِّهِمۡ آ گیا ہے۔ (آیت۔۳) لَاهِيَةً حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور یہ اسم الفاعل ہے جس نے فعل کا کام کیا ہے۔ قُلُوۡبُهُمۡ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ اَسَرُّوا جمع کا صیغہ ہے اس لیے اَلَّذِيۡنَ کو اس کا فاعل نہیں مان سکتے کیونکہ ایسی صورت میں فعل واحد آنا چاہئے۔

اس لیے اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ترجیح یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ کو اَسَرُّوا کی ضمیر فاعلی هُمْ کا بدل مانا جائے۔

1269

ترجمہ

اِقْتَرَبَ	لِلنَّاسِ	حِسَابُهُمْ	وَ	هُمْ	فِيْ غَفْلَةٍ	مُّعْرِضُوْنَ ①
قریب ہوا	لوگوں کے لیے	ان کا حساب	اس حال میں کہ	وہ لوگ	غفلت میں	اعراض کرنے والے ہیں

مَا يَاْتِيْهِمْ	مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ	اِلَّا	اسْتَمَعُوْهُ
نہیں پہنچتی ان کے پاس	کوئی بھی نئی نصیحت ان کے رب (کی طرف) سے	مگر	وہ سنتے ہیں اس کو

وَ	هُمْ	يَلْعَبُوْنَ ②	لَاهِيَةً	قُلُوْبُهُمْ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	کھیلتے ہوتے ہیں	غافل ہونے والے ہوتے ہوئے	ان کے دل

وَاَسَرُّوا	النَّجْوَى	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	هَلْ هٰذَآ	اِلَّا
اورانہوں نے چھپایا	سرگوشی کو	ان لوگوں نے جنہوں نے	ظلم کیا	(سرگوشی کرتے ہیں کہ) یہ کیا ہیں	سوائے اس کے کہ

بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	اَفَتَاْتُوْنَ	السِّحْرَ	وَ	اَنْتُمْ	تُبْصِرُوْنَ ③
ایک بشر	تم لوگوں کو جیسے	تو کیا تم لوگ آتے ہو	جادو کے پاس	اس حال میں کہ	تم لوگ	دیکھتے ہوتے ہو

قٰلَ	رَبِّيْ	يَعْلَمُ	الْقَوْلَ	فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
(آپؐ) نے کہا	میرارب	جانتا ہے	ساری باتوں کو	جو زمین و آسمان میں ہیں

وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ④
اور وہ ہی	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ: 1 حساب قریب آنے سے مراد قیامت ہے اور اس کا قریب آجانا دنیا کی پچھلی عمر کے لحاظ سے ہے کیونکہ یہ امت آخری امت ہے۔ حساب قبر بھی اس میں شامل ہے جو ہر انسان کو مرنے کے فوراً بعد دینا ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر انسان کی موت کو اس کی شخصی قیامت کہا گیا ہے۔

(معارف القرآن)

آیت نمبر (5 تا 10)

ترجمہ

بَلْ	قَالُوْٓا	اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ	بَلِ	افْتَرٰىهُ	بَلْ	هُوَ
بلکہ	ان لوگوں نے کہا	خوابوں کے پراگندہ خیالات ہیں	بلکہ	انہوں نے گھڑا اس کو	بلکہ	وہ

شَاعِرٌ	فَلْيَاْتِنَا	بِاٰيَةٍ	كَمَآ	اُرْسِلَ	الْاَوَّلُوْنَ ⑤
ایک شاعر ہیں	پس انہیں چاہیے کہ وہ لائیں ہمارے پاس	کوئی نشانی	جیسے کہ	بھیجے گئے	پہلے (رسول)

مَآ اٰمَنَتۡ	قَبۡلَهُمۡ	مِّنۡ قَرۡيَةٍ	اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ	اَفَهُمۡ
ایمان نہیں لائی	ان سے پہلے	کوئی بھی ایسی بستی	ہم نے ہلاک کیا جس کو	1269 تو کیا یہ لوگ

يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾	وَمَآ اَرۡسَلۡنَا	قَبۡلَكَ	اِلَّا
ایمان لے آئیں گے (نشانی یعنی معجزہ دیکھ کر)	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے	مگر

رِجَالًا	نُّوۡحِيۡۤ	اِلَيۡهِمۡ	فَسۡـَٔلُوۡۤا	اَهۡلَ الذِّكۡرِ
کچھ ایسے مردوں کو	ہم وحی کرتے تھے	جن کی طرف	تو تم لوگ پوچھ لو	یاددہانی والوں (اہل کتاب) سے

اِنۡ	كُنۡتُمۡ	لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷﴾	وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ	جَسَدًا	لَّا يَاۡكُلُوۡنَ
اگر	تم لوگ	نہیں جانتے ہو	اور ہم نے نہیں بنایا ان کو	ایسا جسم	جو نہ کھاتے ہوں

الطَّعَامَ	وَمَا كَانُوۡا	خٰلِدِيۡنَ ﴿۸﴾	ثُمَّ	صَدَقۡنٰهُمُ
کھانا	اور وہ نہیں تھے	ہمیشہ رہنے والے	پھر	ہم نے سچ کر دیا ان (رسولوں) سے

الۡوَعۡدَ	فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ	وَمَنۡ	نَّشَآءُ
وعدے کو	تو ہم نے نجات دی ان (رسولوں) کو	اور اس کو جس کو	ہم نے چاہا

وَاَهۡلَكۡنَا	الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۹﴾	لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَيۡكُمۡ	كِتٰبًا
اور ہم نے ہلاک کیا	حد سے گزرنے والوں کو	بیشک ہم نے اتاری ہے	تم لوگوں کی طرف	ایک ایسی کتاب

فِيۡهِ	ذِكۡرُكُمۡ ؕ	اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰﴾ ع
جس میں	تم لوگوں کا ذکر ہے	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

نوٹ:1 مشرکین مطالبہ کرتے کہ اگر یہ رسول ہیں تو یہ بھی اسی طرح کی کوئی نشانی دکھائیں جس طرح کی نشانیاں پہلے آنے والے رسولوں نے دکھائیں۔ نشانی سے مراد معجزات ہیں جن کا ذکر دوسرے انبیاء کی سرگزشتوں میں آیا ہے۔ ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا گیا کیونکہ قرآن کی دعوت تمام تر آفاق وانفس اور عقل وفطرت کے دلائل پر مبنی ہے۔ وہ معجزات کے بجائے لوگوں کو آنکھیں کھولنے اور عقل وبصیرت سے کام لینے پر ابھارتا ہے، کیونکہ ایمان کا فطری راستہ یہی ہے۔ جو لوگ عقل وبصیرت سے کام نہیں لیتے وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے اور عذاب کی نشانی دیکھ کر جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان لانا بے سود ہوتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ پہلی قوموں نے ہر قسم کی نشانیاں دیکھیں لیکن ایمان کی راہ اختیار نہ کی تو آپؐ ان سے کس طرح توقع رکھتے ہیں کہ اگر ان کو کوئی نشانی دکھا دی گئی تو یہ ایمان لانے والے بن جائیں گے۔ (تدبر قرآن)۔

نوٹ:2 آیت۔4 میں مشرکین کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ”یہ شخص تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے۔ یعنی وہ نبی ﷺ کی بشریت کو اس بات کی دلیل قرار دیتے تھے کہ آپؐ نبی نہیں ہو سکتے۔ آیت۔7۔8 میں ان کی اس بات کا جواب دیا گیا ہے کہ پہلے زمانے کے جن لوگوں کو تم خود مانتے ہو کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے وہ سب بھی بشر ہی تھے اور بشر ہوتے ہوئے ہی خدا کی وحی سے سرفراز ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (11 تا 18)

ق ص م

(ن) **قَصْمًا** کسی چیز کو توڑ مروڑ کر تباہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔11

ر ک ض

(ن) **رَکْضًا** (ا) پاؤں ہلانا۔ بھاگنا۔ (۲) کسی چیز کو پاؤں سے رگڑنا۔ ایڑ لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔12۔

اُرْکُضْ فعل امر ہے۔ تو رگڑ۔ ﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ﴾ (38/ ص:42) ”آپؐ رگڑیں (زمین کو) اپنے پاؤں سے۔“

خ م د

(ن۔س) **خَمْدًا** آگ کے شعلوں کا تھم جانا جبکہ انگارہ نہ بجھا ہو۔ پژمردہ ہونا۔ بجھ کر رہ جانا۔

خَامِدٌ اسم الفاعل ہے۔ بجھ کر رہ جانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔15۔

د م غ

(ف) **دَمْغًا** دماغ تک زخمی کرنا۔ بھیجہ پلپلا کر دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔18۔

ترجمہ

وَكَمْ قَصَمْنَا	مِنْ قَرْيَةٍ	كَانَتْ	ظَالِمَةً	وَّاَنْشَاْنَا
اور پیس کر رکھ دیں ہم نے کتنی ہی	ایسی بستیاں	جو تھیں	ظلم کرنے والی	اور ہم نے اٹھایا

بَعْدَهَا	قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪	فَلَمَّآ	اَحَسُّوْا	بَاْسَنَآ	اِذَا	هُمْ
ان کے بعد	ایک دوسری قوم	پھر جب	ان لوگوں نے محسوس کیا	ہماری سختی کو	تب	وہ لوگ

مِّنْهَا	يَرْكُضُوْنَ ⑫	لَا تَرْكُضُوْا	وَارْجِعُوْٓا	اِلٰى مَآ	اُتْرِفْتُمْ
اس سے	بھاگنے لگے	(کہا گیا) تم لوگ مت بھاگو	اور واپس ہو	اس کی طرف	تمہیں خوشحالی دی گئی

فِيْهِ	وَمَسٰكِنِكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْــَٔلُوْنَ ⑬	قَالُوْا
جس میں	اور اپنے مکانوں کی طرف	شاید کہ	تم لوگوں سے پوچھا جائے (یعنی کوئی پرسانِ حال ہو)	انہوں نے کہا

يٰوَيْلَنَآ	اِنَّا كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ ⑭	فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ	دَعْوٰىهُمْ	حَتّٰى
ہائے ہماری شامت	بیشک ہم تھے	ظلم کرنے والے	پھر وہ ہی رہی	ان کی پکار	یہاں تک کہ

جَعَلْنٰهُمْ	حَصِيْدًا	خٰمِدِيْنَ ⑮	وَمَا خَلَقْنَا	السَّمَآءَ
ہم نے کر دیا ان کو	تہس نہس کئے ہوئے	بجھ کر رہ جانے والے	اور ہم نے نہیں پیدا کیا	آسمان کو

وَالْاَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا	لٰعِبِيْنَ ⑯	لَوْ	اَرَدْنَآ
اور زمین کو	اور اس کو جوان کے درمیان ہے	کھیلنے والے ہوتے ہوئے	اگر	ہم ارادہ کرتے س

أَنْ	نَتَّخِذَ	لَهْوًا	لَّاتَّخَذْنٰهُ	مِنْ لَّدُنَّآ ۖ	إِنْ	كُنَّا	فٰعِلِيْنَ ⑰
کہ	ہم بنائیں	کوئی کھلونا	تو ہم ضرور بناتے اس کو	اپنے پاس سے	اگر	ہم ہوتے	کرنے والے

بَلْ	نَقْذِفُ	بِالْحَقِّ	عَلَى الْبَاطِلِ	فَيَدْمَغُهٗ	فَإِذَا	هُوَ
بلکہ	ہم پھینک مارتے ہیں	حق کو	باطل پر	تو وہ بھیجہ پلپلا کر دیتا ہے اس کا	پھر تب	وہ

زَاهِقٌ ۭ	وَلَكُمُ	الْوَيْلُ	مِمَّا	تَصِفُوْنَ ⑱
مٹنے والا ہوتا ہے	اور تم لوگوں کے لیے	تباہی ہے	اس سے جو	تم لوگ بتاتے ہو

آیت نمبر (19 تا 24)

ترکیب

(آیت-20)-يُسَبِّحُوْنَ کا مفعول لِلّٰهِ یہاں محذوف ہے۔ اَلَّيْلَ اور اَلنَّهَارَ کی نصب يُسَبِّحُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت-22) فِيْهِمَا میں هُمَا کی ضمیر اور لَفَسَدَتَا کی ضمیر فاعلی هُمَا یہ دونوں اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے لیے ہیں۔ (آیت-24)-هٰذَا ذِكْرُ مَنْ میں هٰذَا قرآن کے لیے ہے۔

وَلَهٗ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ	وَمَنْ	عِنْدَهٗ
اور اس کا ہی ہے	جو کوئی	زمین اور آسمانوں میں ہے	اور جو کوئی	اس کے پاس ہیں

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	عَنْ عِبَادَتِهٖ	وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲ ۚ	يُسَبِّحُوْنَ
وہ تکبر نہیں کرتے	اس کی عبادت سے	اور نہ ہی وہ کاہلی کرتے ہیں	وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں (اللہ کی)

الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳	أَمِ اتَّخَذُوْا	اٰلِهَةً
رات بھر	اور دن بھر	(اور کبھی) وہ سست نہیں پڑتے	کیا ان لوگوں نے بنائے	کچھ الٰہ

مِّنَ الْأَرْضِ	هُمْ	يُنْشِرُوْنَ ㉑	لَوْ كَانَ	فِيْهِمَآ	اٰلِهَةٌ
زمین سے	(کیا) وہ	دوبارہ زندہ کریں گے	اگر ہوتے	ان دونوں (زمین وآسمان) میں	کچھ الٰہ

إِلَّا	اللّٰهُ	لَفَسَدَتَا ۚ	فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ	رَبِّ الْعَرْشِ
سوائے	اللہ کے	تو ضرور دونوں کا توازن بگڑ جاتا	پس پاکیزگی اللہ کی ہے	جو عرش کا مالک ہے

عَمَّا	يَصِفُوْنَ ㉒	لَا يُسْـَٔلُ	عَمَّا	يَفْعَلُ
اس سے جو	یہ لوگ بتاتے ہیں	اس سے نہیں پوچھا جائے گا	اس کے بارے میں	وہ (یعنی اللہ) کرتا ہے

وَ	هُمْ	يُسْـَٔلُوْنَ ㉓	أَمِ اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً ۭ
درآنحالیکہ	ان سب (زمینی الٰہوں) سے	پوچھا جائے گا	کیا ان لوگوں نے بنائے	اس کے علاوہ	کچھ الٰہ

قُلْ	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ ۚ	هٰذَا	ذِكْرُ مَنْ	مَّعِيَ	وَذِكْرُ مَنْ
آپ کہیے	تم لوگ لاؤ	اپنی روشن دلیل	یہ (قرآن میں)	ان کا ذکر ہے جو	میرے ساتھ	اور ان کا ذکر ہے جو

قَبۡلِیۡ ؕ	بَلۡ	اَکۡثَرُهُمۡ	لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۙ	الۡحَقَّ	فَهُمۡ	مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۴﴾ 1269
مجھ سے پہلے تھے	بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے	حق کا	پس وہ	اعراض کرنے والے ہیں

نوٹ:1 مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ زمین اور آسمان کے اِلٰہ الگ الگ ہیں۔ وہ ایک رب العرش کو مانتے تھے لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ رب العرش اپنے عرش آسمان پر براجمان ہے اور زمین چونکہ اس کی مملکت کا ایک بہت بعید علاقہ ہے اس وجہ سے وہ اس کا انتظام دوسروں کے حوالہ کر کے اس سے الگ تھلک ہوگیا ہے۔ اور زمین میں دوسرے خداؤں کی خدائی چل رہی ہے۔ اسی وہم کے تحت وہ آسمان کے خدا سے بے نیاز ہو کر اپنے زمینی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ (تدبر قرآن)۔

نوٹ:2 اس کائنات کا پورا نظام زمین کی تہوں سے لے کر بعید ترین سیاروں تک ایک ہمہ گیر قانون پر چل رہا ہے۔ اس کائنات کی بے شمار قوتوں اور بے حد و حساب چیزوں کے درمیان اگر تناسب توازن ہم آہنگی اور تعاون نہ ہو تو یہ نظام ایک لمحہ بھی نہیں چل سکتا۔ اور یہ سب کچھ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ کوئی اٹل اور غالب ضابطہ ان تمام اشیاء اور قوتوں کو پوری مناسبت کے ساتھ باہم تعاون کرتے رہنے پر مجبور کر رہا ہو۔ اس کائنات کے نظام میں قانون اور ضابطہ کی ہمہ گیری خود اس بات پر شاہد ہے کہ اختیارات ایک ہی حاکمیت میں مرکوز ہیں اور وہ حاکمیت مختلف حاکموں میں بٹی ہوئی نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (25 تا 29)

ترجمہ

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا	مِنۡ قَبۡلِكَ	مِنۡ رَّسُوۡلٍ	اِلَّا	نُوۡحِیۡۤ	اِلَيۡهِ
اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے	کوئی بھی رسول	مگر یہ کہ	ہم وحی کرتے تھے	اس کی طرف (کہ)

اَنَّهٗ	لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّاۤ	اَنَا	فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۲۵﴾
حقیقت بس اتنی ہے کہ	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	سوائے	میرے	پس تم لوگ بندگی کرو میری

وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحۡمٰنُ	وَلَدًا	سُبۡحٰنَهٗ ؕ	بَلۡ
اور ان لوگوں نے کہا	بنایا	رحمٰن نے	ایک بیٹا	اس کی پاکیزگی ہے (اس سے)	بلکہ (وہ تو)

عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ۙ	لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ	بِالۡقَوۡلِ	وَهُمۡ	بِاَمۡرِهٖ
عزت دیئے ہوئے بندے ہیں	وہ حکم عدولی نہیں کرتے اس کی	بات میں	اور وہ	اس کے حکم سے

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾	يَعۡلَمُ	مَا	بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ	وَمَا	خَلۡفَهُمۡ
عمل کرتے ہیں	وہ جانتا ہے	اس کو جو	ان کے آگے ہے	اور اس کو جو	ان کے پیچھے ہے

وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ	اِلَّا	لِمَنِ	ارۡتَضٰى	وَهُمۡ
اور وہ لوگ شفاعت نہیں کریں گے	مگر	اس کی جس کے لیے	وہ (یعنی اللہ) پسند کرے	اور وہ لوگ

مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ	مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۸﴾	وَمَنۡ	يَّقُلۡ	مِنۡهُمۡ	اِنِّیۡۤ	اِلٰهٌ
اس کے رعب و دبدبہ سے	ڈرنے والے ہیں	اور جو	کہے	ان میں سے	کہ میں	اِلٰہ ہوں

مِّنۡ دُوۡنِهٖ	فَذٰلِكَ	نَجۡزِيۡهِ	جَهَنَّمَ ؕ	كَذٰلِكَ	نَجۡزِى	الظّٰلِمِيۡنَ ۝٢٩
اس کے علاوہ	تو وہ ہے	ہم بدلہ میں دیں گے جس کو	جہنم	اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	ظلم کرنے والوں کو

1269

نوٹ: 1 سابق انبیاء کے جو صحیفے موجود ہیں ان میں اگرچہ بے شمار تحریفیں ہو چکی ہیں لیکن توحید کی تعلیم آج بھی ان میں محفوظ ہے۔ ان کے حاملوں نے اگر شرک اختیار کیا ہے تو اپنے فاسد علم کلام کے سہارے پر اختیار کیا ہے نہ کہ ان صحیفوں کی تعلیم کی بنا پر۔ جس طرح قرآن کی نہایت واضح تعلیم توحید کے باوجود اس امت میں شرک کی بہت سی قسمیں گھس آئی ہیں اسی طرح ان امتوں نے اپنے صحیفوں کی تعلیم کے بالکل برخلاف شرک کی لعنت اختیار کی۔ انبیاء کی تعلیم و دعوت کا جو رکارڈ موجود ہے وہ قرآن کے اس دعوے کی تصدیق کرتا ہے کہ اللہ کے ہر رسول نے توحید ہی کی تعلیم دی ہے، شرک کی تعلیم کسی نے بھی نہیں دی ہے۔ (تدبر قرآن)۔

آیت نمبر (30 تا 35)

ر ت ق

(ن) رَتۡقًا: جوڑنا۔ ملانا۔ پھٹے ہوئے کپڑے کی سلائی کر کے ملانا۔

رَتۡقٌ: جوڑی ہوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 30

ف ت ق

(ض) فَتۡقًا: جوڑی ہوئی چیز کو پھاڑ کر الگ الگ کرنا۔ بخیہ ادھیڑنا۔ کھولنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 30۔

ف ج ج

(ن) فَجًّا: دو پیروں کے درمیان فاصلہ کرنا۔ پھیلانا۔ کشادہ کرنا۔

فَجٌّ: ج فِجَاجٌ۔ صفت ہے۔ کشادہ۔ پھر کشادہ راستے کے لیے بھی آتا ہے۔ ﴿ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۝٢٧ ﴾ (22/الحج:27) "ہر ایک دور دراز کشادہ راستے سے۔" اور زیر مطالعہ آیت۔ 31

ترجمہ

اَوَ	لَمۡ يَرَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اَنَّ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ
اور کیا	غور نہیں کیا	ان لوگوں نے جنھوں نے	کفر کیا	کہ	سارے آسمان	اور یہ زمین

كَانَتَا	رَتۡقًا	فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ	وَجَعَلۡنَا	مِنَ الۡمَآءِ
دونوں تھے	جوڑے ہوئے	پھر ہم نے بخیہ ادھیڑا دونوں کا	اور ہم نے بنایا	پانی سے

كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ؕ	اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝٣٠	وَجَعَلۡنَا	فِى الۡاَرۡضِ	فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ
ہر ایک زندہ چیز	تو کیا وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	اور ہم نے بنائے	زمین میں	کچھ پہاڑ

اَنۡ	تَمِيۡدَ	بِهِمۡ ص	وَجَعَلۡنَا	فِيۡهَا	فِجَاجًا
کہ (کہیں)	وہ لرزے	ان لوگوں کے ساتھ	اور ہم نے بنائیں	ان (پہاڑوں) میں	کچھ کشادہ جگہیں

سُبُلًا	لَّعَلَّهُمۡ	يَهۡتَدُوۡنَ ۝۳۱	وَجَعَلۡنَا	السَّمَآءَ	سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۚ 1269
راستے ہوتے ہوئے	شاید وہ لوگ	ہدایت پائیں	اور ہم نے بنایا	آسمان کو	ایک محفوظ چھت

وَّهُمۡ	عَنۡ اٰيٰتِهَا	مُعۡرِضُوۡنَ ۝۳۲	وَهُوَ	الَّذِىۡ	خَلَقَ
اور وہ لوگ	اس (آسمان کی نشانیوں) سے	اعراض کرنے والے ہیں	اور وہ	وہی ہے جس نے	پیدا کیا

الَّيۡلَ	وَالنَّهَارَ	وَالشَّمۡسَ	وَالۡقَمَرَ ؕ	كُلٌّ	فِىۡ فَلَكٍ
رات کو	اور دن کو	اور سورج کو	اور چاند کو	ہر ایک	کسی مدار میں

يَّسۡبَحُوۡنَ ۝۳۳	وَمَا جَعَلۡنَا	لِبَشَرٍ	مِّنۡ قَبۡلِكَ	الۡخُلۡدَ ؕ
تیرتے ہیں	اور ہم نے نہیں بنائی	کسی بشر کے لئے	آپؐ سے پہلے	ہمیشگی

اَفَا۟ئِنۡ	مِّتَّ	فَهُمُ	الۡخٰلِدُوۡنَ ۝۳۴	كُلُّ نَفۡسٍ
پھر کیا اگر	آپؐ مر گئے	تو یہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	ہر ایک جان

ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ	وَنَبۡلُوۡكُمۡ	بِالشَّرِّ	وَالۡخَيۡرِ
موت کو چکھنے والی ہے	اور ہم آزماتے ہیں تم لوگوں کو	برائی سے	اور بھلائی سے

فِتۡنَةً ؕ	وَاِلَيۡنَا	تُرۡجَعُوۡنَ ۝۳۵
کسوٹی ہوتے ہوئے	اور ہماری طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ:1 آیت 30۔ کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ زمین وآسمان اور زمین سب ایک ساتھ تھے، نہ بارش برستی تھی نہ پیداوار اگتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ذی روح مخلوق پیدا کی تو آسمان کو پھاڑ کر اس میں سے پانی برسایا اور زمین کو چیر کر اس میں پیداوار اگائی۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ:2 آج کل Big Bang Theory کی تصدیق کے طور پر زیر مطالعہ آیت۔30۔ کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فتق کے لفظ میں پھاڑنے کا جو مفہوم ہے اس میں دھماکہ ہونا لازم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے فتق میں دھماکہ ہوا ہو، ہوسکتا ہے نہ ہوا ہو۔ لیکن Big Bang کے نظریہ پر ہمارا اعتراض دھماکہ کے حوالہ سے نہیں ہے۔ اصل اعتراض یہ ہے کہ یہ کائنات خود بخود وجود میں نہیں آئی ہے بلکہ ایک ہستی ہے جس کی قدرت اسے وجود میں لائی ہے۔ ایک مغربی فکر نے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک پریس میں دھماکہ ہوا اور ڈکشنری خود بخود وجود میں آ گئی۔ اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن اس بحث میں زیر مطالعہ آیت۔30۔ کا حوالہ آ ہی گیا ہے تو پھر وضاحت ضروری ہے۔

فتق اگر فعل لازم (Intransitive Verb) ہوتا تو پھر یہ کہنے کی گنجائش ہوتی کہ تخلیق کائنات کا عمل خود بخود ہوا تھا، خواہ دھماکے سے ہوا یا دھماکے کے بغیر ہوا۔ لیکن یہ فعل متعدی (Trnsitive Verb) ہے اس لیے ایک ایسی ہستی کو تسلیم کرنا لازم آتا ہے جو اس کائنات کو وجود میں لائی خواہ دھماکہ کر کے لائی یا دھماکے کے بغیر۔ اس طرح یہ آیت مذکورہ نظریہ کی تصدیق نہیں بلکہ تردید کر رہی ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ Big Bang کے نظریہ کو مغربی سائنس داں مفکرین Reject کر چکے ہیں لیکن ہم لوگ اسے قرآن مجید سے درست ثابت کرنے کے لیے الٹے لٹکے ہوئے ہیں۔

1285

1269